بارے میں بتایا کہ گنبد کا سبز رنگ ڈیڑھ سو سال سے ہے۔ ترک سلطان عبدالمجید نے مسجد کی تعمیر جدید بہت وسیع پیمانے پر کرائی تھی۔ اس نے ۱۸۳۷ میں اس مقدس گنبد کا رنگ سبز کرایا' اور یہ گنبد خضرا کہلایا۔ اس سے پہلے سفید رنگ تھا۔ کچھ عرصہ نیلا رنگ بھی رہا اور اس رعایت سے یہ گنبد بیضا اور گنبد زرقا کہلاتا رہا۔ اب گنبد خضرا ہے (۱' ص ۸۷)۔

کتاب میں جدید سعودی مملکت' اس کے بڑے شہروں' خصوصاً جدہ اور ریاض کی تعمیر جدید (مع ان کی قدیم تاریخ) اور بعض اداروں جامعہ ام القریٰ' جامعہ ریاض اور مدینہ یونی ورسٹی کے بارے میں بھی مفید اور دلچسپ معلومات ملتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مولانا مودودی ؒ نے شاہ سعود کی دعوت پر مدینے کی مجوزہ اسلامی یونی ورسٹی کے بارے میں ایک مفصل سکیم پیش کی۔ مقامی علما کا اصرار تھا کہ یونی ورسٹی میں صرف حنبلی فقہ پڑھائی جائے' لیکن مولانا مودودی ؒ کی تجویز تھی کہ مستقبل کے علما میں اجتہادی ذوق اور نظر پیدا کرنے کے لیے' چاروں فقہی مذاہب کو دلائل کے ساتھ پڑھایا جائے۔ معاملہ کلیدی نوعیت کا تھا اس لیے رائے شماری کی نوبت آگئی اور ۱۲ کے مقابلے میں مولانا مودودی ؒ کی تجویز ۱۸ کی کثرت رائے سے منظور ہوئی (۲' ص ۳۱)۔

مصنف' جامعہ ریاض کے زمانہ طالب علمی کو اپنی "زندگی کے روشن ترین ایام" شمار کرتے ہیں' اور کیوں نہ ہو' اس زمانے میں انھوں نے نہ صرف "آسمان علم و فضل کے نجوم العلوم" اپنے اساتذہ سے کسب فیض کیا' بلکہ "آنحضور ؐ کے نقش قدم پر" چلتے' سفر کرتے ہوئے' ماحصل کے طور پر انھیں زیر نظر کتاب تالیف کرنے کی توفیق میسر ہوئی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

یہ کتاب مقامات نبوی ؐ کا سفرنامہ ہے اور ان کی تاریخ بھی۔ اسے سیرت پاک ؐ کا ایک دل کش اور مستند مرقع بھی کہہ سکتے ہیں جسے ایک پرجوش زائر نے آپ ؐ سے والہانہ عقیدت و شیفتگی کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ مصنف نے بیانیے کو زیادہ مفصل' واضح اور موثر بنانے کے لیے قرآن' حدیث' سیرت' تاریخ' عربی ادب' قدیم و جدید مشرقی و مغربی مصنفین کی تحقیقات اور کلام اقبال کا سہارا لیا ہے۔ نبی کریم ؐ سے اظہار عقیدت کا یہ ایک انوکھا انداز ہے۔ اردو میں حج کے سیکڑوں سفرنامے لکھے گئے اور سیرت نبی ؐ کا ایک وسیع و عظیم ذخیرہ بھی موجود ہے' لیکن ایک قلبی والہانہ جذبے سے سرشار ہو کر لکھی ہوئی یہ روداد' اور انتہائی محنت و جانکاہی کے ساتھ مرتب کی ہوئی یہ تاریخ' اردو سفرناموں اور کتب سیر میں' ایک منفرد کتاب کے طور پر یادگار رہے گی۔ (رفیع الدین ہاشمی)

حسن تفسیر: ڈاکٹر نصیر احمد ناصر۔ ناشر: فیروز سنز لاہور۔ صفحات جلد اول ۹۴۳' دوم ۷۶۷۔

قیمت: جلد اول ' ۲۰۰ روپے ' دوم ۲۵۰ روپے ۔

مولف بتاتے ہیں کہ ۱۹۴۳ میں وقوع پذیر "ایک نفسیاتی جمالیاتی" لمحے میں انھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "قرآن عظیم کی تفسیر کبیر لکھنے پر مامور" (ص ۲۱) کیا تھا۔ چنانچہ ۴۸ برس تک مختلف علوم و فنون کی تحصیل اور ایک طویل تفکر و تحقیق کے نتیجے میں انھوں نے پہلے تو متعدد کتابیں تصنیف و شائع کیں ' پھر زیر نظر تفسیر لکھی 'جس کا پورا حصہ اول سورہ فاتحہ پر مشتمل ہے ' اور دوسرے حصے میں سورہ بقرہ کی فقط ۲۹ آیات تک کی تشریح سما سکی ہے ۔

مقدمے (ص ۳۲ تا ۷۷) میں تفہیم قرآن کی شرائط (تلمیذ قرآن بننا' آرزوئے ہدایت 'مطہر ہونا' رزق حرام' سود خوری ' تمباکو اور ناپاک مشروبات سے پرہیز وغیرہ) کا ذکر ہے ' پھر ایک تفصیلی دیباچہ (ص ۸۷ تا ۱۴۶) 'چند متفرق مباحث ' اس کے بعد "تعوذ" کی تفسیر (ص ۲۰۷ تا ۲۱۹)۔ یوں تقریباً دو سو صفحے کے بعد سورہ فاتحہ کی تفسیر شروع ہوئی ہے ۔ طریق و ترتیب تفسیر یہ ہے: آیات کا اردو ترجمہ ' پھر تفسیری ترجمہ ۔ اس کے بعد ' الفاظ و اصطلاحات کی لغوی تشریح ' پھر قرآنی تشریحات 'جس میں بہت سے ضمنی مسائل پر بھی کلام کیا گیا ہے ۔ اس وجہ سے مضامین و مباحث میں خاصا تنوع پیدا ہو گیا ہے ۔

مولف کا نقطہ نظر بالعموم متوازن اور مثبت ہے ' مثلاً ان کے خیال میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب یہ ہیں کہ کسی اسلامی ملک میں صلوٰۃ و زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ادارے قائم نہیں ہیں ' قرآن کو ترک کر دیا گیا ہے اور مسلمان ' اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہیں (ص ۳۸) 'رسول اکرم ؐکا سب سے بڑا تاریخ ساز مثالی کارنامہ اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر ہے (ص ۱۳۸) وغیرہ۔

قرآن پاک کو سمجھنے اور سمجھانے کی سعادت جسے حاصل ہو جائے ' اس کی خوش نصیبی ہے ' اور اس سعادت کو حاصل کرنے کی ہر کوشش مستحسن ہے ۔ مولف ایک معروف و مقبول صاحب علم و قلم شخصیت ہیں ' اور انھوں نے تفاسیر کی فہرست میں ایک ایسا اضافہ کیا ہے جو ان کے ذوق جمالیات و فلسفہ کا بھی مظہر ہے ' اور جو ' مباحث کے تنوع اور تفصیل کے اعتبار سے ایک دائرہ معارف نظر آتا ہے ۔ یہ تفسیر بلاشبہ مصنف کی علمیت اور جانکاہی و محنت کا بہترین نمونہ ہے ۔

"حسن تفسیر" کے حسن میں مزید اضافہ ہو جاتا اور ایک عام قاری بھی اس سے بخوبی استفادہ کر سکتا' اگر مولف دو تین باتوں پر مزید توجہ دیتے یا شاید عام قاری ان کے پیش نظر نہ ہو ۔ اول: لفظی تشریح اور لغوی تحقیق اس قدر طویل نہ ہوتی ۔ دوم: انداز تشریح کچھ زیادہ فلسفیانہ ہے ۔ سوم: کئی جگہ اسلوب ایک بلند تر علمی سطح کا حامل ہے ' اور اس وجہ سے یہ ' ایک عام قاری کے لیے قدرے نامانوس اور مشکل ہے ' مثلاً: "انسان کی تکمیل ذات اور غایت الغایات" کے عنوان سے دوسری جلد کا آغاز